بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام کا نظریۂ شفاعت

مرتّبہ :

مسعود احمد صاحب

شائع کردہ

ادارہ مطبوعات اسلامیہ

۲/۱۶۲۔ حسین آباد ۱۔ فیڈرل بی ایریا، کراچی ۳۸

فون ۶۳۲۴۱۰۴ - ۶۳۲۲۳۶۴

قیمت : ۴ روپے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام کا نظریہ شفاعت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ○ (البقرہ - ۴۸) (ترجمہ) ڈرو اس دن سے جس دن کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کچھ بھی کام نہ آئے گا، نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی، نہ کسی سے بدلہ (یا معاوضہ یا فدیہ) لیا جائے گا اور نہ وہ (یعنی اہل محشر) کسی کی مدد حاصل کر سکیں گے ۔ اس آیت سے چار باتیں ثابت ہوئیں :-

یوم الحشر کے دن (۱) کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا (۲) نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی (۳) نہ کسی سے کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور (۴) نہ کوئی کسی کی مدد کر سکے گا۔

(۱) **قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا** قیامت کا دن بہت ہولناک دن ہے، اس دن سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی ــــ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

(۱) لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ○ (عبس - ۳۷) ہر شخص کی اُس دن ایسی حالت ہوگی کہ اسے (دوسروں سے) بے پرواہ کر دے گی۔

(۲) یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْئًا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○ (لقمان ۳۳) اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس دن نہ باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئے گا، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے (وہ دن آکر رہے گا) لہٰذا دنیا کی زندگی سے دھوکا نہ کھا جانا اور نہ شیطان تمہیں اللہ کے معاملہ میں دھوکے میں ڈالے۔

(۳) یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْئًا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ○ (حٰمٓ الدخان - ۴۱) اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئے گا اور نہ وہ کسی کی مدد حاصل کر سکیں گے۔

(۴) لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ (الممتحنۃ - ۳) قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے کام آئیں گے اور نہ تمہاری اولاد، (اس دن تو بس) اللہ ہی تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

(۵) يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ، وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ (اذا السّمآء انفطرت[۱۹]) اس دن کسی کو کسی دوسرے کے معاملہ میں ذرا سا بھی اختیار نہ ہوگا، اس دن بس اللہ ہی کا حکم چلے گا۔

(۲) کسی سے سفارش قبول نہیں کی جائے گی قیامت کے دن کوئی شخص کسی کو اپنا سفارشی بنا کر پیش نہیں کر سکتا اور نہ کسی قسم کی کوئی سفارش قبول کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ (البقرۃ - ۲۵۴) (ترجمہ) اے ایمان والو، ہم نے جو مال تمہیں دیا ہے اس میں سے (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس دن نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

(۲) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ○ (یٰایھا المدثر - ۴۸) (ترجمہ) (اس دن) سفارش کرنے والوں کی سفارش (گناہگاروں) کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ایک مومن بندہ کا قول نقل کیا ہے، وہ بندہ اس طرح کہتا ہے :-

(۳) ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ○ (یٰسٓ - ۲۳) (ترجمہ) کیا میں اللہ کے علاوہ ایسے معبود بناؤں کہ اگر اللہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو ان معبودوں کی سفارش مجھے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے اور نہ وہ مجھے (عذاب) سے چھڑا سکیں۔

(۴) مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ○ (حٰمٓ المؤمن - ۱۸) (ترجمہ) ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ سفارشی کہ اس کی بات مان لی جائے۔

شفاعت کا اختیار صرف اللہ تعالےٰ کو ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

(۵) قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا (الزمر ۴۴) (اے رسول) کہہ دیجئے کہ سفارش تو سب اللہ کے اختیار میں ہے ــــ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

(۶) لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ۔ (الانعام - ۵۱) نہ اللہ کے علاوہ ان کا کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی (یعنی نہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کی دوستی کام آئے گی اور نہ جب تک اللہ تعالےٰ اجازت دے کوئی سفارش کر سکے گا)۔

سفارش کا مالک صرف اللہ تعالےٰ ہے، جب تک وہ اجازت نہ دے کوئی سفارش نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

(۷) مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرۃ - ۲۵۵) کون ہے جو اللہ سے سفارش کر سکے مگر (ہاں) اس کی اجازت سے۔

(۸) لَا یَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ○ (مریم - ۸۷) اہل محشر کو کسی کی سفارش کا اختیار نہیں ہوگا سوائے اس شخص کے جس نے اللہ سے کوئی اقرار لے لیا ہو (یعنی اللہ تعالےٰ سے پہلے اجازت نہ لے لی ہو)۔

(۹) یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا ○ (طٰہٰ ۱۰۹) اس دن کسی کی سفارش فائدہ نہ پہنچائے گی مگر اس شخص کی جسے اللہ سفارش کی اجازت دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے۔

(۱۰) وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ۔ (سبا - ۲۳) (قیامت کے دن) اللہ کے ہاں کسی کی سفارش نفع نہ دے گی مگر جس شخص کے لئے اللہ اجازت دے دے۔

(۱۱) وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ○ (الزخرف - ۸۶) (ترجمہ) جن لوگوں کو یہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ سفارش کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے مگر ہاں (ایسے لوگوں کو سفارش کی اجازت ہوگی) جو حق کے ساتھ گواہی

دیں اور وہ جانتے ہوں (کہ حق بیان کر رہے ہیں)۔

آیاتِ بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ شفاعت کا کلی اختیار صرف اللہ تعالےٰ کو ہے، وہی شفاعت کا مالک ہے، جب تک وہ اجازت نہ دے کوئی سفارش نہیں کر سکتا، پھر سفارش کرنے والا علم و یقین کی بنیاد پر حق بات کہے اور اللہ تعالےٰ اس بات کو پسند بھی فرمائے تو ایسی صورت میں شفاعت نفع دے سکتی ہے۔ شفاعت کی اجازت محدود ہوگی اور صرف اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ لوگوں کے لئے ہوگی۔

شفاعت کبریٰ کے سلسلے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

"مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) مجھے شفاعت دی گئی ہے"۔ (وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ، صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کبریٰ سے نوازا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت کے بغیر سفارش نہیں کریں گے، شفاعتِ کبریٰ کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

"میں سفارش کے لئے روانہ ہوں گا، یہاں تک کہ میں اپنے رب سے اجازت لوں گا، مجھے اجازت دی جائے گی، پھر جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دے گا، جب تک وہ چاہے گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا، اپنا سر اٹھاؤ، سوال کرو، تمہیں وہ چیز دی جائے گی جس کا تم سوال کروگے، کہو، تمہاری بات سنی جائے گی، سفارش کرو، تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا، پھر اللہ کی تعریف ان الفاظ میں کروں گا جن الفاظ کی تعلیم اللہ مجھے دے گا، پھر میں سفارش کروں گا، پھر اللہ میرے لئے حد مقرر کر دے گا، میں ان کو (سفارش کر کے جنت میں داخل کروں گا)"۔ (..... ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا اُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ البقرۃ، جزء ۶، ص۲۱)

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار بار سفارش کریں گے، پھر آپ فرمائیں گے :۔

"اب دوزخ میں کوئی نہیں رہا، سوائے اس شخص کے جس کو قرآن نے روک لیا ہے اور جس کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے"۔ (مَا بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَوَجَبَ

عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ۔ صحیح بخاری باب تفسیر سورۃ البقرۃ جزء ۶ صـ۲۲)

الغرض شفاعت ان لوگوں کے حق میں ہوگی جن کے لئے اللہ تعالےٰ سفارش کرانا چاہے گا اور جو قرآنی قانون کے مطابق قابل مغفرت ہوں گے، لیکن جو قرآنی قانون کے مطابق مغفرت کے اہل نہیں ہوں گے، ان کے لئے سفارش کی اجازت نہیں ہوگی۔ اللہ تعالےٰ کا سفارش کا مالک ہونا، کسی کی سفارش کو بغیر اجازت کے نہ سننا، کسی کا بغیر اجازت کے سفارش نہ کرسکنا، اور سفارش کے لئے حد بندی کر دینا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ بخشش اسی کی ہوگی جس کو اللہ تعالےٰ بخشنا چاہے گا، وہاں دنیا کی طرح سفارش نہ ہوگی کہ کوئی شخص خود سفارش کے لئے پہنچ جائے اور اپنے مرتبہ اور مقام کی بنیاد پر مغفرت کے لئے اصرار کرے اور اللہ تعالےٰ مروت اور لحاظ میں اس کی سفارش قبول کرلے۔ شفاعت کا انحصار صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہے، لہٰذا اس کو خوش کرنے اور اس کے قرآنی قانون کے مطابق اپنے آپ کو مغفرت کا اہل بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ وہ خود بخش دے یا کسی سے سفارش کرواکے بخش دے۔

(۳) **کسی سے کوئی معاوضہ یا فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا** | قیامت کے دن کوئی شخص کسی قسم کا فدیہ دے کر اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب سے بچا نہیں سکتا، وہاں فدیہ قبول نہیں ہوگا، بدلہ یا معاوضہ نہیں لیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

① اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (المآئدۃ ۳۶)

(ترجمہ) جن لوگوں نے کفر کیا، اگر ان کے پاس روئے زمین کی تمام دولت ہو اور اس کے مثل اتنی ہی دولت اور ہو اور وہ اس کو فدیہ میں دے کر اپنے آپ کو روز قیامت کے عذاب سے بچانا چاہیں تو وہ فدیہ ان سے قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

② قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ○ (ابراہیم - ۳۱) (اے رسول!) میرے ان بندوں سے کہہ دیجئے جو ایمان لائے کہ پابندی سے نماز پڑھا کریں اور جو کچھ مال ہم نے انہیں

دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے رہیں، قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس دن نہ خرید وفروخت ہوگی اور نہ دوستی کام آئے گی۔

(۳) لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ (الرعد - ۱۸) (ترجمہ) جن لوگوں نے اللہ کے حکم کو قبول کیا، ان کے لئے بہتری ہے اور جن لوگوں نے قبول نہیں کیا وہ اگر زمین کی تمام دولت اور اس کے ساتھ اسی کے مثل مزید دولت معاوضہ میں دینا چاہیں (تو ان سے قبول نہیں کی جائے گی)، ان کے لئے بُرا حساب ہوگا، ان کے رہنے کی جگہ دوزخ ہوگی اور وہ (بہت) بُری جگہ ہے۔

(۴) وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ○ يُبَصَّرُونَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ○ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ○ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ○ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ ○ كَلَّا إِنَّهَا لَظَىٰ ○ (المعارج ۱۰ تا ۱۵) (ترجمہ) قیامت کے دن کوئی دوست کسی کا پُرسانِ حال نہ ہوگا، حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے۔ گناہگار یہ چاہے گا کہ کاش اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے وہ فدیہ میں اپنے بیٹے، اپنی بیوی، اپنا بھائی، اپنا خاندان جس میں وہ پناہ حاصل کرتا تھا اور زمین کے تمام انسانوں کو دے دے اور وہ خود بچ جائے، لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوگا (وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور دوزخ کیا ہے؟) وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ (مُردے کو قرآن اور نماز بخشوانے کی کیا وقعت رہی؟)

(۴) <u>قیامت کے دن کوئی کسی کی مدد نہیں کرسکے گا</u> | قیامت کا دن ایسا دن نہیں ہے کہ وہاں ایک شخص دوسرے کی مدد کرسکے، کسی کو کسی دوسرے کے معاملہ میں ذرا سا بھی اختیار نہیں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

(۱) يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ○ (اذا السماء انفطرت - ۱۹) اس دن کسی کو دوسرے کے معاملہ میں ذرا سا بھی اختیار نہیں ہوگا، اس دن تو بس اللہ اکیلے کا حکم چلے گا۔

(۲) مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءً ا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ (النساء۔۱۲۳)

جو شخص بُرا عمل کرے گا اُسے اس کی سزا ملے گی، (قیامت کے روز) اللہ کے علاوہ اس کو نہ کوئی دوست مل سکے گا اور نہ کوئی مددگار۔

یعنی میدانِ محشر میں صرف اللہ تعالےٰ کی دوستی اور مدد کام آسکتی ہے، دوسرے کی دوستی اور مدد نفع نہ دے گی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

(۳) يَوْمَ لَا يُغْنِىْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ (الطور۔۴۶)

اس دن کافروں کی کوئی تدبیران کے ذرا سا بھی کام نہ آئے گی، اور نہ وہ کسی کی مدد حاصل کرسکیں گے۔ (یعنی اس دن تمام سیاست دھری کی دھری رہ جائے گی)۔

(۴) وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۝ (الشوریٰ۔۴۶)

ظلم کرنے والوں کے لئے (اس دن) اللہ کے علاوہ کوئی اولیاء نہیں ہوں گے جو ان کی مدد کرسکیں۔ یعنی اس دن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی دوستی کام نہیں آئے گی۔

(۵) خَالِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا، لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ (الاحزاب۔۶۵)

کافر دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، وہ وہاں نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔

الغرض قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا، کسی سے سفارش قبول نہیں کی جائے گی، نہ کسی سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ کوئی کسی کی مدد حاصل کرسکے گا۔

اے لوگو! اللہ تعالےٰ کے احکام پر چلیئے، اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہیئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کیجئے، یہی چیزیں میدانِ محشر میں کام آنے والی ہیں، انہی کے ذریعہ کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

(۶) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب ۔ ۷۱)

جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ بیشک (بہت) بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔

اور جس نے نافرمانی کی وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

(۷) وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝

(الجن۔۲۳) (ترجمہ) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اس کے لئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے، اس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

اے لوگو! اللہ تعالےٰ کو خوش کرنے کی کوشش کیجئے، توحید پہ قائم رہیئے، ہر کام اللہ تعالےٰ کی رضا، حاصل کرنے کے لئے کیجئے، یہی چیزیں روزِ محشر میں کام آنے والی ہیں، وہاں نہ بیعت کام آئے گی، نہ کسی کا دامن پکڑلینا، نہ کسی کی ضمانت کام آئے گی اور نہ کسی کا نجات دلانے کا دعویٰ۔ وہاں تو بس وہ نیک عمل کام آئیں گے جو خالص توحید پر قائم رہتے ہوئے خالص اللہ ذوالجلال والاکرام کو خوش کرنے کے لئے کئے ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہلِ خاندان سے بار بار فرمایا تھا کہ میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا حتیٰ کہ آپ نے اپنی دخترِ نیک اختر حضرت فاطمہ رضؓ سے فرمایا تھا:۔

وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سورۃ الشعرآء) جزء ۶/۱۴۰ وکتاب الوصایا جزء ۴/۸ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ تعالیٰ وانذر عشیرتک الاقربین جزء اول ص۱۰۱، وفی روایۃ لمسلم أنقذی نفسك من النّار) اے فاطمہ! اے محمد کی بیٹی، اپنی جان کو دوزخ سے بچاؤ، (رشتہ داری کا حق میں یہاں ادا کرسکتا ہوں) جو مال مجھ سے مانگنا ہو یہاں مانگ لو، (آخرت میں) اللہ کے سامنے میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔

بھلا جب سید الاولین والآخرین، امام الانبیاء محبوب الٰہ، محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے کام نہیں آسکتے تو کوئی اور کیا کسی کے کام آسکتا ہے، لوگو، کسی کے فریب میں نہ آیئے، بس اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں لگے رہیئے، اسی میں نجات ہے۔

ماخذ: تفسیر قرآنِ عزیز سورہ بقرہ آیت ۴۸ کی تفسیر کی تلخیص۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مسئلہ شفاعت

چند اعتراضات اور ان کے جواب

غلام جیلانی برق صاحب فرماتے ہیں :-

اعتراض ۱ "قرآن مجید کے طول وعرض میں کہیں مذکور نہیں کہ آنحضرت صلعم محشر میں شفاعت کریں گے۔" (دو اسلام ص ۲۸۵)

جواب قرآنِ مجید میں مقامِ شفاعت کا ذکر موجود ہے، ارشاد باری ہے۔

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ۝ قریب ہے کہ آپ کا ربّ آپ کو مقامِ محمود میں کھڑا کرے گا۔ (بنیٓ اسرآئیل - ۷۹)

یہ مقامِ محمود ہی تو مقامِ شفاعت ہے۔

اعتراض ۲ "(استغفار اور مغفرت) کے علاوہ شفاعت کا کوئی اور تخیّل قرآن میں موجود نہیں بلکہ عدم شفاعت پر جابجا اشارے ملتے ہیں۔" (دو اسلام ص ۲۸۵)

جواب برق صاحب! آپ نے صرف وہ آیتیں ہی لکھی ہیں جن میں شفاعت کی نفی کی گئی ہے لیکن وہ آیتیں تحریر نہیں فرمائیں، جن میں ایک شرط کے ساتھ شفاعت کا ثبوت ملتا ہے اور وہ شرط ہے "اذنِ الٰہی"، ارشادِ باری ہے :-

(۱) مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ (البقرۃ - ۲۵۵) کون ہے جو اللہ کے ہاں سفارش کر سکے مگر اس کی اجازت سے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کلیۃً شفاعت کی نفی نہیں ہے بلکہ اس شفاعت کی نفی ہے جو بغیر اجازت کے ہو، اس سلسلہ میں برق صاحب نے جو آیت پیش کی ہے وہ مع ترجمہ درج ذیل ہے :-

وَاتَّقُوۡا یَوۡمًا لَّا تَجۡزِیۡ نَفۡسٌ اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص اپنے آپ

عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ کو پیش کر کے دوسرے و نہیں بچا سکے گا۔ جب کوئی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی (دوسرا ترجمہ)

برق صاحب نے " وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ " کا ترجمہ صحیح نہیں کیا، صحیح ترجمہ یہ ہے "اس کی طرف سے کوئی سفارش قبول نہیں کی جائیگی" یعنی کوئی شخص چاہے کہ میں کسی کو اپنا سفارشی خود بنالوں تو نہیں بنا سکتا۔ اس قسم کی شفاعت اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں ہوگی کہ مجرم خود کسی کو شفیع بنا کر لائے اور پھر اس کی سفارش کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ شفیع بنانے یا نہ بنانے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہوگا جیسا کہ ارشادِ باری ہے:۔

(۲) قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۝ (الزمر۔۴۴) کہہ دیجئے، تمام سفارشوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

دوسری آیت میں اس سے بھی زیادہ صفائی کے ساتھ شفاعت کا ثبوت ملتا ہے۔

(۳) يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ (طٰہٰ : ۱۰۹) قیامت کے دن شفاعت نفع نہیں دیگی مگر ہاں! اس شخص کو نفع دے گی جس کے لئے رحمٰن کی طرف سے سفارش کی اجازت مل جائے اور رحمٰن اس کے لئے سفارش کو پسند فرمائے۔

(۴) لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ (مریم ۔ ۸۷) وہاں لوگوں کو شفاعت کا اختیار نہیں ہوگا مگر ہاں! جس نے رحمان سے کوئی عہد لے لیا ہو۔

(۵) وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى ۝ (الانبیآء ۔ ۲۸) مکرم بندے بھی کسی کی سفارش نہیں کر سکتے مگر جس کے لئے اللہ کی رضا ہو۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ شفاعت نفع دیگی بشرطیکہ شفاعت کرنیوالا شفاعت کی اجازت حاصل کرلے! اگر اجازت مل گئی تو پھر نفع دینا بھی یقینی ہے۔ لہذا وہاں نجات بھی اسی کو ملے گی جو نجات کا اہل ہوگا اور جو نجات کا اہل ہوگا اسی کے لئے شفاعت کی اجازت بھی دی جائے گی۔ برق صاحب نے جو حدیثِ شفاعت نقل کی ہے اسے پورا نقل نہیں فرمایا حالانکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ موجود ہیں:۔ "پھر مجھے (شفاعت کی) اجازت دی جائے گی" اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی" اس کے بعد حدیث کے

الفاظ یہ ہیں :۔"پھر اللہ میرے لئے حد مقرر کر دے گا۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)
یعنی میں صرف ان لوگوں کی سفارش کر سکوں گا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو گا کہ آپ ان لوگوں کی سفارش کر سکتے ہیں ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے حق میں سفارش کی اجازت ہی نہیں ملے گی۔ الغرض اللہ تعالےٰ کے علم و قانون میں جو لوگ نجات کے اہل قرار پا سکتے ہیں۔ انہیں کے متعلق سفارش کی اجازت ہو گی، حدیث کے الفاظ یہ ہیں :۔"(میری سفارش سے لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے) مگر وہ لوگ جن کو قرآن نے روک لیا (دوزخ سے نہیں نکالے جائیں گے)" (صحیح بخاری)

حدیثِ مذکور سے تین باتیں ثابت ہوئیں :۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے اور بغیر اجازت کے سفارش نہیں کریں گے۔

۲۔ جن لوگوں کی آپ سفارش کریں گے ان کا تعین بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا۔

۳۔ آپ ان لوگوں کی سفارش نہیں کر سکیں گے جو قانونِ الٰہی کے ماتحت ایسی سزا کے مستوجب ہیں جو معاف نہیں ہو سکتی۔

بتائیے، ان تینوں میں سے کون سی بات ایسی ہے، جو قرآن مجید یا دوسری احادیث سے ٹکراتی ہے۔

اعتراض ۳ "ابو ہریرہؓ سے روایت ہے..... کہ قیامت کے دن سب سے پہلے لوگ حضرت آدمؑ کے پاس جائیں گے اور التجا کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ میں نے تو دانہ گندم کھا لیا تھا اس لئے اللہ کے سامنے جانے سے ڈرتا ہوں۔ پھر ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے کہ میں نے تین جھوٹ بولے تھے اس لئے مجھے معاف کرو۔ آخر میں لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے اور آپ اللہ کے حضور میں روانہ ہو جائیں گے۔" پھر برق صاحب فرماتے ہیں :۔

"کیا دلچسپ حدیث تراشی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ابراہیم سے بھی بڑھا دیا جن کی اتباع کا آپ کو بار بار حکم دیا گیا تھا، " فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا " (تم موحدِ ابراہیم کے آثارِ قدم پر چلو) اور آپ پر تین جھوٹ بولنے کا الزام بھی لگا دیا۔" (دو اسلام ص ۲۸۶-۲۸۸)

جواب پہلی غلط فہمی تو یہ ہے کہ آیت کا ترجمہ صحیح نہیں کیا گیا، صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "تم اتباع کرو موحّد ابراہیم کی ملّت کا" اور ملّت سے مراد اسلام ہے اور یہ اللہ کا دین ہے تو مطلب یہ ہوا کہ اس اسلام کی پیروی کرو جو ابراہیم علیہ السّلام نے پیش کیا تھا نہ کہ وہ نام نہاد ملّتِ ابراہیمی جس کو کفارِ مکّہ یا اہلِ کتاب پیش کرتے تھے۔

دوسری غلط فہمی یہ ہے کہ برق صاحب کے خیال میں ابراہیم علیہ السّلام کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے اور اس کے لئے بطور دلیل انہوں نے یہ آیت پیش کی ہے حالانکہ یہ آیت ایک الزامی جواب ہے جو مشرکینِ عرب اور اہلِ کتاب کو دیا گیا ہے کیونکہ یہ لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے تھے کہ ہم دینِ ابراہیمی پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اصلی دینِ ابراہیمی پر تو اے رسول تم ہو اور تم اسی اصل ملّت کی پیروی کئے چلے جاؤ۔ ان کے کہنے کی پرواہ نہ کرو۔ یہ لوگ مشرک ہیں اور ابراہیم علیہ السّلام مشرک نہیں تھے پھر یہ دینِ ابراہیمی پر کیسے ہو سکتے ہیں، اب آیت ملاحظہ فرمایئے :-

(۱) مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ (آل عمران - ۶۷)

(حضرت) ابراہیم (علیہ السّلام) نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی، بلکہ موحّد مسلم تھے اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھے۔

الغرض، اللہ تعالیٰ نے مشرکینِ مکّہ اور اہلِ کتاب کے دعوے کو باطل کر دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ ہمارا رسول ہی ابراہیمی دین پر ہے اور اپنے رسول سے کہہ دیا کہ تم ان کی ملامت کی پروا نہ کرو اور اصلی دینِ ابراہیمی کی پیروی کئے چلے جاؤ۔

ایک اور آیت ملاحظہ فرمایئے :-

(۲) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام - ۹۱)

تمام رسولوں کو اللہ نے ہدایت دی تھی، پس (اے رسول!) تم بھی انہی کی ہدایت کی پیروی کرو۔

یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو تمام رسولوں کے نقشِ قدم پر چلنے کا حکم دے رہا ہے، بتلایئے کیا سب رسول، نبی آخر الزّماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوئے گویا جماعتِ مرسلین میں سب سے کم درجے کے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ غالباً آپ بھی

تسلیم نہیں کریں گے، ابراہیم علیہ السّلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السّلام کا راستہ ایک ہے یعنی اسلام، بس اس پر چلنے کی ہدایت کی جارہی ہے، اس میں افضل و مفضول کا کوئی سوال نہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں یا نہیں، تو یہ بات خود قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

(۳) وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۝ (الاحزاب - ۴۰) — آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے۔

خاتم النبیین کے الفاظ خود بتا رہے ہیں کہ آپ سب سے افضل ہیں کیونکہ افضل سب کے بعد میں ہی آیا کرتا ہے۔

(۴) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سبا - ۲۸) — (اے رسول!) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اقوامِ عالم کے لئے رسول ہیں، برخلاف اس کے آپ سے پہلے جتنے بھی نبی آئے وہ اپنی اپنی قوم کی طرف رسول بن کر آئے۔ خود ابراہیم علیہ السّلام جن کو برتی صاحب افضل الانبیاء سمجھتے ہیں، اپنی قوم ہی کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ دوسری قوموں کی طرف دوسرے رسول بھیجے گئے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

(۵) فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝ (ھود - ۷۰) — جب ابراہیم علیہ السّلام نے فرشتوں کو دیکھا کہ کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تو ڈرے، فرشتوں نے کہا ڈرو نہیں، ہم لوط علیہ السّلام کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ ابراہیم علیہ السّلام کے زمانہ میں لوط علیہ السّلام اپنی قوم کی طرف رسول تھے اور وہاں ابراہیم علیہ السّلام کی رسالت نہیں تھی۔

(۶) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اٰلِ عمران - ۳۱) — (اے رسول!) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم کو محبوب بنالے گا۔

بتایئے جس شخص کا متبع محبوب اللہ ہے وہ خود کتنا بڑا محبوب ہوگا لہذا اگر ابراہیم علیہ السّلام اللہ کے خلیل ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں۔

اعتراض ۴ اچھا مان لیا کہ آدم نے دانہ کھایا...... لیکن حضرت عیسٰیؑ نے کیا قصور کیا تھا کہ انہیں شفاعت کی اجازت نہیں مل سکی۔ (دو اسلام صـ ۲۸۸)

جواب یہ ضروری نہیں کہ ہر نبی اپنا قصور یاد کر کے ہی اس کام کا اپنے کو اہل نہ سمجھے بلکہ ہو سکتا ہے کہ بے قصور ہوں پھر بھی وہ اپنے کو اس کام کا اہل نہ سمجھیں۔ مثلاً عیسٰی علیہ السّلام کے جواب میں صرف اتنا ہے کہ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے اپنے کسی قصور کا ذکر نہیں کیا پھر بھی خود کو اس کام کا اہل نہ سمجھا۔

اعتراض ۵ "حضرت یوسف علیہ السّلام کے متعلق تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے کہ آپ اکرم النّاس تھے.... ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کا بہترین انسان کون ہے؟ فرمایا سب سے بڑا پرہیزگار! کہا میرے سوال کا یہ مطلب نہیں تھا۔ فرمایا، تو پھر حضرت یوسف علیہ السّلام"۔ (بخاری جلد ۲ صـ ۱۵۲)

حیرت ہے کہ اس اہم کام یعنی شفاعت کے لئے دنیا کا بہترین انسان کیوں منتخب نہ ہو سکا۔ (صـ ۲۸۸)

جواب حدیثِ مذکور میں خود اس غلط فہمی کا ازالہ موجود ہے، اکرم النّاس تو آپ نے اسی کو فرمایا جو سب سے زیادہ متقی ہو اور یہی قرآن مجید میں بھی ہے :-

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات - ۱۳) یعنی اللہ کے ہاں اکرم النّاس وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہو۔

ظاہر ہے کہ امّتِ مسلمہ کے عقیدہ کے مطابق اور قرآن و حدیث کی صراحت کے بموجب سب سے زیادہ متقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں لہذا شفاعتِ کبرٰی کا حق سوائے آپ کے اور کس کو ہو سکتا ہے؟ اب رہا یہ سوال کہ پھر یوسف علیہ السّلام کس لحاظ سے اکرم النّاس ہیں تو اس کی وجہ دوسری ہے وہاں مکرم سے مراد بلحاظِ نسب ہے اور یہ حدیث میں موجود ہے۔ صحابہ نے کہا، ہم یہ نہیں پوچھ رہے تو آپ نے ارشاد فرمایا :- "بلحاظ نسب تو یوسف علیہ السّلام ہیں کیونکہ وہ

خود بھی نبی، نبی کے بیٹے ہیں، نبی کے پوتے ہیں، خلیل اللہ کے پڑپوتے ہیں۔" (صحیح بخاری)

بلحاظ نسب یوسف علیہ السّلام کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اس لئے کہ وہ خود بھی نبی ہیں اور ان کی تین پشتیں نبوّت سے سرفراز ہیں۔ کیونکہ اللہ کے ہاں انساب کی کوئی اہمیّت نہیں بلکہ تقویٰ کی اہمیّت ہے۔ لہٰذا شفاعتِ کبریٰ اس شخص کو مل سکتی ہے جو تقویٰ کے زیور سے سب سے زیادہ آراستہ ہو۔

اعتراض ۶ "اگر کسی طالب العلم کو ایک سال پہلے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ امتحان میں کچھ لکھے یا نہ لکھے وہ بہر رنگ کامیاب ہو جائے گا تو وہ یقیناً کام چھوڑ کر آوارہ گردی شروع کر دیگا۔" (دو اسلام صفحہ ۲۸۸)

جواب طالبعلم کام کرنا اس وقت چھوڑ سکتا ہے جب اُسے کامیابی کا یقین ہو۔ شفاعت کے سلسلہ میں یقین نہ قرآن مجید سے حاصل ہوتا ہے نہ احادیث سے۔ بلکہ قرآن و حدیث کی تصریحات کی بناء پر اصل چیز جس پر شفاعت کا دار و مدار ہے وہ انسان کا اپنا عمل ہے۔ پس نجات دو چیزوں پر موقوف ہوئی۔ ایک عمل دوسرے شفاعت لہٰذا ایسا کون بے وقوف ہوگا جو صرف ایک شرط کو پورا کرے اور دوسری کو چھوڑ دے۔ حالانکہ شرطِ شفاعت تو شرطِ عمل ہی پر موقوف ہے، حدیثِ شفاعت میں یہ چیز موجود ہے، یعنی جن کو قرآن روک لے گا ان کے حق میں شفاعت نہیں ہوگی۔ بتایئے اب کیا اعتراض ہے؟

اعتراض ۷ "رسول اللہ رو رہے تھے...... کہ اللہ نے جبریل سے کہا، اے جبریل! محمد (صلعم) کے پاس جاؤ اور اسے ہماری طرف سے کہو کہ ہم تمہیں تمہاری امّت کے متعلق خوش کر دینگے اور مغموم نہ ہونے دیں گے (مسلم) اس وعدہ کی رُو سے ہم سب کو جنّت میں تو پہنچ ہی جانا ہے پھر کام کیوں کریں، نماز کیوں پڑھیں؟ روزے کیوں رکھیں اور جہاد کے خوفناک مصائب کیوں برداشت کریں۔" (دو اسلام صفحہ ۲۸۹)

جواب ایک مسلم کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل ہو جائے، وہ اللہ تعالیٰ کی خوشی میں خوش ہوتا ہے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی چیز سے خوش ہوں گے جس چیز سے اللہ تعالےٰ خوش ہوگا، سفارش آپ انہی کی کریں گے جن کی سفارش کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوگا لہٰذا ایسا موقع تو کوئی آئیگا ہی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کرنا چاہیں اور سفارش قبول نہ ہو اور پھر سفارش قبول نہ ہونے پر آپ کو ملال ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خود اسی کی سفارش سے خوش ہوں

گے جسکی سفارش کی اجازت ہوگی اور جسکی سفارش کی اجازت نہ ہوگی اس سے آپ خود بیزار ہونگے مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ امت کے بعض لوگوں سے آپ فرمائیں گے :۔ "دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض لوگوں سے آپکو نفرت ہوگی اور آپ انکی سفارش ہی نہ کریں گے اور جن سے آپکو محبت ہوگی وہ وہی لوگ ہونگے جو اللہ کے بھی پیارے ہونگے اور انہی کے حق میں سفارش قبول ہونے کے بعد آپ خوش ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ	بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ
هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ	بہترین مخلوق ہیں۔ انکی جزا باغاتِ عدن ہیں، جن کے
جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ	نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَ	اللہ سے راضی اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا۔
رَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝ (البینة ۸)	یہ سب کچھ اسکے لئے ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ ہر صالح مؤمن کو اللہ تعالیٰ راضی کر دیگا تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سید الاولین والآخرین کو اللہ تعالیٰ راضی نہ کرے گا ضرور کریگا لٰہذا حدیث زیر بحث بالکل قرآن مجید کے مطابق ہے، برق صاحب کو غلط فہمی ہوئی۔

دوسرا جواب | برق صاحب! احادیث میں اگر شفاعت کا ذکر ہے تو احادیث میں یہ بھی ہے کہ آپ کا اُمتی کون ہے؟ اور اُمت سے خارج کون ہے؟ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ "جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے" (صحیح مسلم) اسی طرح بے نمازی کو آپنے کافر تک فرمایا ہے (ترمذی) قریب قریب یہی حال روزہ کا ہے، جہاد کے متعلق فرمایا ہے کہ جو شخص نہ جہاد کرے نہ جہاد کا ارادہ رکھے تو یہ نفاق کی علامت ہے (صحیح مسلم) اب ان حالات میں یہ بتایئے کہ اُمتی کون ہے اور اُمت سے خارج کون ہے؟ بلکہ مختصر اور جامع الفاظ میں آپنے فرما دیا: "جو میری سنّت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں" (صحیح بخاری و صحیح مسلم) مطلب یہ کہ جو شخص آپکے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتا ہے وہی اُمتی ہے اور اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ آپ کو ناخوش نہ کرے گا بتایئے اب حدیث پر کیا اعتراض ہے؟

ماخذ: "تفہیم الاسلام" از: مسعود احمد   تلخیص و ترتیب: محمد صدیق میمن

کتابت: عبدالحفیظ